ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
۱۹ جولائی ۱۹۶۸ء

صد احادیث نبوی ﷺ

جامع شریعت وطریقت وتاج العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہٗ

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۹- موت پر صبر کی بہترین مثال

عن ابن عباس انّہٗ نُعِیَ الیہ اخوہ قثم و ھو فی مسیرٍ فاسترجع ثمّ تنحّٰی عن الطریق فصلّٰی رکعتین اطال منھا الجلوس ثمّ قام یمشی الٰی راحلتہ و ھو یقول واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کہیں سفر میں تشریف لے جا رہے تھے انہیں اپنے بھائی کی وفات کی خبر پہنچی۔ بھائی کی موت کی خبر سن کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور راستہ چھوڑ کر دو رکعت نفل ادا کئے۔ نفل ادا کرنے کے بعد اپنی سواری کی طرف چل دئے۔ اور چلتے ہوئے یہ آیت پڑھتے جا رہے تھے۔ وَاستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ۔۔۔ (الخ)

۲۰- عن عبادۃ بن محمد ابن عبادۃ الصامت قال لمّا حضرتِ العبادۃ الوفاۃُ قال اذا خرجت نفس فتوضّؤا واحسن الوضوء ثمّ لیدخل کل انسانٍ منکم مسجدًا فیُصلِّ ثمّ لیستغفروا لعبادۃ و لنفسہٖ۔ فانّ اللہ تبارک و تعالٰی قال استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ثمّ اسدعوا بی الٰی حضرتی

ترجمہ: جب حضرت عبادہ بن صامت کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے ورثا کو فرمایا جب میری روح پرواز کر جائے تو تم سب نہایت اچھی طرح وضو کر کے نفل پڑھو۔ پھر میرے لئے اور اپنے لئے اللہ تعالٰی سے رحمت اور مغفرت طلب کرو۔ اللہ تعالٰی کا یہی ارشاد ہے۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اور پھر اس کے بعد مجھے بہت جلدی دفن کر دو۔

۲۱- عن ابنِ مسعودٍ انّ رسُول اللہ علیہ وسلّم قال اشدّ النّاس عذابًا یوم القیامۃ رجلٌ قتل نبیًا او قتلہ نبیٌّ وامام ضلالۃٍ۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ (۱) جس نے نبی کو قتل کیا یا نبی نے جس کو قتل کیا۔ (۲) اور وہ امام جو خود کتاب و سنت کو چھوڑ کر غلط راستے پر چلا اور کتاب و سنت کے خلاف لوگوں کو چلایا، کتاب و سنت کے خلاف قانون بنائے، اظہار حق کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ صدقؐ۔ (موجودہ دور میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے راستے ہموار ہیں۔ لاکھوں مسلمان مرتد ہو چکے ہیں۔ دجّالِ عصرِ حاضر کی گمراہی زوروں پر پھیل رہی ہے۔ عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی دولت اور قوت کے ساتھ پھیلائی جا رہی ہے۔

والدین کی فرمانبرداری کا دنیا میں بہترین ثمرہ

۲۲- کانَ فی بنی اسرائیل غلامًا شابًا یبیعُ فی حانُوتٍ لہٗ وکان لہٗ ربٌّ لیفتح حانُوتَہٗ فیُعطی التی طَلَبَ والمفتاحُ مع ابیہ فاذا ابوہُ نائمٌ فی ظل الحانوتِ فقالَ اُیقِظُہٗ فقال ابنہ انہ نائمٌ و انا اکرہ ان ۔۔۔ من نومتہ فانصرفَ فاعطاہ ضِعف ما اعطاہ علٰی ان یوقِظَہٗ فأبٰی فذھبَ طالب السلعۃ فاستیقظ الشیخُ فقال لہٗ ابنہ یا اَبتِ واللہ لقدْ جاھھُنا رجلٌ یطلبُ سلعتکَ فاعطی بھا من ثمن کذا وکذا فکرِھتُ ان من نومکَ فلامہ الشیخ فعوّضہ اللہ برّہ والدیہ ان نتجت من تلکَ البقرۃ بقرۃً التی نطبھا بنو اسرائیل فقالوا لہ بعسناھا فقال لا فقالوا انّا ناخُذُ منکَ منکَ فاتُوا موسٰی فقال اذھبوا فارضوہ من سلعتہٖ قالوا حکمک قال حکمی ان تضع البقرۃ فی کفّۃِ المیزان وَذَھَبُ فی کفّۃ الاُخرٰی ففعلو بالبقرہ حتی انتھوابھا الی قبرالشیخ واجتمع اھل المدینتین خذ بحواھا فضرب ببدعۃ من لحمِ البقرۃ یقول اقتلنی ابن اخی۔ الخ

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک نیک سیرت نوجوان دکان پر سودا بیچا کرتا تھا۔ ایک دن ایک خریدار اس سے کافی سودا لے کر اس کی دکان پر چھوڑ کر کسی کام کے لئے چلا گیا۔ اس نوجوان نے دکان بند کر کے چابیاں اپنے باپ کو دے دیں۔ اس کا باپ چابیاں لے کر دکان کے سایہ میں سو گیا جب خریدار آیا تو اس کا باپ سو چکا تھا۔ خریدار نے اپنا خرید شدہ مال طلب کیا۔ نوجوان نے کہا۔ چابیاں میرے باپ کے پاس ہیں میں اس کو جگا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ خریدار نے کہا کہ دوگنا قیمت لے لے اور باپ کو جگا کر سامان دے دے۔ نوجوان نے باپ کے آرام کو زیادہ پسند کیا۔ اور دنیا کے فائدے کے لئے باپ کو نہ جگایا۔ اللہ تعالٰی نے اس نوجوان کا یہ عمل پسند فرمایا۔ اور اس کا صلہ اس طرح دیا کہ اس کے گھر ایک گائے تھی۔ جس نے ایک مادہ بچھڑا دیا۔ جس میں چند خصوصیات تھیں جب وہ جوان ہو کر گائے بنی تو ادھر قوم بنی اسرائیل میں بے اولاد کے قتل کا واقعہ پیش آیا ہوا تھا۔ جس کے فیصلے کے لئے حضرت موسیٰؑ نے اسی خصوصیت کی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ مقتول کے وارث عرصے سے اس قسم کی گائے کی جستجو میں حیران پھر رہے تھے جب انہیں یہ گائے انہیں خوبیوں والی مل گئی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اور گائے کو سونے کے ساتھ تول کر خرید لیا۔ گائے ذبح کی گئی اور اس کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارا گیا۔ مقتول اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالٰی نے اس

(باقی ص ۱۵ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۱۱

مغرب کی تقلید سے اجتناب کیجئے

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر اور انجمن خدام الدین لاہور کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں تقریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں تعلیمی، عدالتی اور سیاسی نظام کی بنیاد اسلام پر رکھی جائے اور مغرب کی تقلید سے قطعی اجتناب برتا جائے۔ کیونکہ مغربی تہذیب نے دنیا کی معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حالات و واقعات شاہد ہیں کہ مغربی تہذیب جن دعاوی کو لے کر اٹھی تھی وہ ان میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے اور اس نے دنیا کو امن و سلامتی اور مساوات کا گہوارہ بنانے کے جو بلند بانگ دعاوی کئے تھے وہ تمام باد ہوا ہو چکے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس دنیا مزید بدامنی، انتشار، فسادات اور نسلی امتیازات کے لامتناہی سلسلوں میں گرفتار ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس وقت حال یہ ہے کہ ویتنام کے مظلوم عوام امریکی ظلم و تشدد کی چکی میں پس رہے ہیں، افریقہ اور رہوڈیشیا میں "کالوں" پر عرصۂ حیات تنگ ہے اور نسلی امتیاز کا بھوت "گوروں" کے سر پر بری طرح سوار ہے، خود امریکہ میں حالات اس سے مختلف نہیں اور کالوں پر گوروں کی چیرہ دستیاں اپنے شباب پر ہیں ____ غرضکہ جان ایف کینیڈی کنگ لوتھر، مالکم ایکس اور رابرٹ کینیڈی کا قتل اور مشرقِ وسطیٰ میں یہود کی سفاکی و بربریت اور مغربی سامراج کی پشت پناہی اور اس قسم کے بیشتر واقعات و حادثات اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ مغربی تہذیب کو انسانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور یہ ناکامی و نامرادی کے عمیق غار میں گر چکی ہے ____ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کے جس خطہ میں بھی مغربی تہذیب نے اپنے منحوس قدم رکھے ہیں وہاں کی معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی زندگی سے امن و سلامتی اور سکونِ قلب کی دولت بہرحال رخصت ہو گئی ہے اور ان خطوں کے عوام امن و سلامتی سکونِ قلب اور طمانیت کی نعمت کے لئے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور اس بے رحم تہذیب کے چنگل سے نکلنے کے لئے بے تاب ہیں مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں کے اکثر ارباب حل و عقدِ ملک کو مغربی تہذیب و تمدن کے رنگ میں رنگنے کے لئے مضطرب نظر آتے ہیں اور مغربی سامراج کے نافذ کردہ "تعلیمی"، عدالتی اور سیاسی نظام کے نقصانات و مضرات سے واقفیت کے باوجود بھی اسی نظام کو سینے سے لگائے چلے آ رہے ہیں اور اسے چھوڑ کر تعلیمی، عدالتی اور سیاسی نظام کے سلسلے میں اسلام کی ہدایات کو قبول کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتے۔ حالانکہ یہ ان کی سراسر بھول اور گمراہی ہے۔

حضرت مولانا نے اس موقع پر حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا کہ ہماری تعلیمی، عدالتی اور سیاسی زندگی کی بنیاد لارڈ میکالے قسم کے لوگوں کے نظریات و افکار پر نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہماری علمی و عملی اور فکری زندگی کے تمام تر شعبوں کی بنیاد "قال اللہ" اور "قال الرسول" کے روح پرور اور حیات آفرین پیغام پر ہونی چاہئے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے مولانا نے عوام پر زور دیا کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے ہاتھ زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں۔ کیونکہ ملک میں یہی ایک جماعت ہے جو صحیح معنوں میں کتاب و سنت کی تعلیمات کی ترجمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی آواز ہے اور اسی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر تمام مفاسد کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔

ہماری رائے میں حضرت مولانا کے ارشادات اپنی جگہ مکمل ہیں اور اس اجمال میں پوری تفصیل موجود ہے اور ملک و قوم اور ارباب اختیار کو اس سچی آواز پر ضرور کان دھرنے چاہئیں اور اس کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے۔ پھر اب تو حالات گواہی دے رہے ہیں کہ اس تہذیب و تمدن کے دلدادوں نے بھی اس کے خلاف چیخ و پکار شروع کر دی ہے اور دنیا کی نظروں میں ان کی جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔ چنانچہ مسٹر قدرت اللہ شہاب سیکرٹری وزارت تعلیم پاکستان نے لاہور میں اپنی ایک تقریر میں برملا طور پر اعتراف کیا اور اس پر دکھ، غصہ اور ندامت کا اظہار کیا ہے کہ ایک غیر ملکی مبصر نے اس عنوان سے پاکستان کا مضحکہ اڑایا ہے کہ "پاکستان میں کلچرڈ (مہذب و متمدن) انسان اسے سمجھا جاتا ہے جو اپنا لباس چھوڑ کر مغربی لباس سلیقے سے پہن سکتا ہو، اپنی زبان کی جگہ انگریزی زبان اچھے تلفظ سے بول سکتا ہو اور اپنے ماحول سے اکتا کر کسی دوسرے ماحول کی تلاش میں ہمیشہ سرگرداں پھرتا ہو۔" گویا دوسرے الفاظ میں اس کے نزدیک پاکستان کی کوئی تہذیب و ثقافت ہی نہیں ہے اور ظاہر ہے یہ الفاظ پاکستانی تہذیب کے منہ پر ایک طمانچے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جدید پود کے لئے درسِ عبرت ہیں۔ نیز مسٹر شہاب نے یہ بھی کہا کہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلسِ ذکر ۷ر ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۴ر جولائی ۱۹۶۸ء

نونہالانِ قوم کی کجروی پر اظہارِ افسوس

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ۱ س البقرہ ع ۲- آیت ۸)

ترجمہ: اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان دار نہیں ہیں۔

ایک منکرِ خدا سے میری گفتگو

بزرگانِ محترم! کل ایک تقریب میں ایک صاحب سے ملنا ہوا جو پنجاب یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا "کوئی ایسی کتاب بتائیں جو مجھے خدا پر یقین اور ایمان لانے پر مجبور کردے۔ میں اپنے سٹوڈنٹ ساتھیوں اور اپنے استادوں سے اس بارے میں دریافت کر چکا ہوں مگر کوئی مجھے مطمئن نہیں کر پایا۔" میں نے کہا کہ "آپ تو تعلیم یافتہ آدمی ہیں اور یقیناً کسی کھاتے پیتے مسلمان گھرانے کے چشم و چراغ معلوم ہوتے ہیں کیا آپ کو اب تک ماں باپ سے لے کر اس تعلیم اور اس عمر تک کوئی خدا کا قائل نہ کر سکا؟" تو انھوں نے پانچ چھ سیر کا سر ہلا دیا کہ "نہیں" میں نے ان سے کہا "بڑے تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی جو گورنمنٹ عوام سے بطورِ ٹیکس وصول کرتی ہے اُس کی ایک خطیر رقم پرائمری سے لے کر ڈگری کلاسز تک سرکاری طور پر خرچ ہوتی ہے۔ آپ کو اب تک کوئی یہ نہ باور کرا پایا کہ ایک وہ ذات بھی ہے جس نے مجھے اور آپ کو اور کائنات کی ہر چیز اور زمین و آسمان کو تخلیق فرمایا؟" تو وہ کہنے لگے "میں نے کئی دفعہ کوشش کی، نہ مجھے کوئی ایسی کتاب میسر آئی۔ اور نہ مجھے کوئی واقعتہً اس بات پر قائل کر پایا بلکہ میں نے ہمیشہ اُن کے دلائل کو توڑ کے رکھ دیا"——

میں نے کہا "خدا کی پہچان اور اس پر یقین و ایمان تو ایک مسلمان گھرانے کے لئے بڑی معمولی بات ہے لیکن آپ پتہ نہیں کیونکر اسے تسلیم نہ کر پائے!" میں نے مزید کہا "یہ بڑی آسان اور معمولی بات ہے۔ ہر چیز خدا کی خدائی کی دہائی دے رہی ہے۔ یہ چاند، ستارے، سورج، یہ مٹی، پانی، ہوا، آگ، پھل پھلواریاں اور ترکاریاں، ہزاروں انواع و اقسام کی نباتات، جمادات، چرند، پرند اگر خدا نے نہیں بنائے تو کس سائنسدان نے بنائے ہیں؟ اور اگر ان کو بنانے والا کوئی نہیں ہے تو یہ کیسے وجود میں آ گئے ہیں؟ ذرا خیال کیجئے یہ سالن جو ہم کھا رہے ہیں اس کو کس نے گرم کیا ہے؟ اور یہ پک کر ہمارے کھانے کے لائق کس طرح ہو گیا؟" تو وہ کہنے لگے کہ "ظاہر ہے کہ آگ نے اسے گرم کیا اور پکایا ہے"۔ میں نے کہا "آگ کو کس نے گرم کیا ہے؟" کہنے لگے "یہ تو اس کی تاثیر اور خاصہ ہے"۔ میں نے کہا "آگ میں گرم کرنے اور جلانے اور برف میں یخ بستہ اور ٹھنڈا کرنے کی صلاحیت کس نے پیدا کی؟ کیا کسی سائنسدان نے کوئی خصوصیت پیدا کی ہے؟ یا کسی اور نے؟ اگر خدا نے نہیں تو آپ یہ بتائیے کس نے اسے پیدا کیا ہے؟ اور یہ خاصیات کس نے اس میں سمو دی ہیں؟ میرا دعوےٰ ہے کہ اُس خالقِ دو جہاں جس نے اس جہان کو جنم دیا ہے اُسی نے ہر چیز کی الگ خاصیت بنائی ہے، اس طرح کہ جیسے پکانے اور ٹھنڈا کرنے یا دوائیں جو گرمی کے امراض میں وجود کو ٹھنڈک اور سرد امراض میں مزاج کی حدّت کو برودت سے بدل دیتی ہیں۔ دواؤں میں یہ تاثیرات اگر اس خلّاق نے نہیں ڈالیں تو آپ بتائیے کس نے پیدا کی ہیں؟ واقعہ تو یہ ہے کہ اہل اللہ جس طرح فرماتے ہیں۔ ؎

ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

یعنی ایک ایک پتّہ خدا کی خدائی کی عظمت کے گُن گا رہا ہے۔ اور فیضی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہ لاشریک لہٗ گوید

اس پر وہ بیچارا بھونچکا سا رہ گیا اور میرا منہ تکنے لگا۔ آگے بات تو اس سے کوئی بنتی نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ "معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اب تک کسی دین کے طالب علم سے واسطہ نہیں پڑا۔ جن سے آپ کی بحثیں ہوئی ہیں وہ آپ ہی کی طرح کوئی بے دین اور خدا کے منکر ہوں گے۔ الحمد للہ جب ہم نے اس عالمِ آب و گِل میں غیر شعوری طور پر قدم رکھا تو ہمارے کانوں میں سب سے پہلی آواز اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

(باقی صفحہ ۱۵ پر)



۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۶۸ء کو

ہمارا کام دین پر عمل کرنا ہے دین بنانا نہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(پ ۲۸- س التحریم - آیت ۱)

ترجمہ: اے نبی! آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے حلال کیا ہے۔ آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ ہو گئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں نہ آسودہ ہوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مل کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروع کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے "وھن حولی یطلبنی النفقہ" اور بخاری کے ابواب مناقب میں ہے۔ "وحولہ نسوۃ یکلمنہ ویستکثرنہ" اس پر ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو عمرؓ نے حفصہؓ کو ڈانٹ بتلائی۔ آخر ازواج نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم آپؐ سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ پھر بھی رفتار واقعات کی ایسی رہی جس سے آپؐ کو ایک ماہ کے لئے ازواج سے "ایلاء" کرنا پڑا۔ تاآنکہ آیۂ تخییر نے جو "احزاب" میں ہے نازل ہو کر اس قصہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس درمیان میں کچھ واقعات اور بھی پیش آئے جس سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) طبع مبارک پر گرانی ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا اس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کش مکش پیدا کر دی تھی۔ ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش تھی کہ وہ زائد از زائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کا مرکز بن کر دارین کی برکات و فیوض سے متمتع ہو۔ مرد کے لئے یہ موقع تحمل اور تدبر اور خوش اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے۔ مگر اس نازک موقع پر بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ثابت قدمی ویسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک سیرت سے ہو سکتی تھی —— آپؐ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد سب ازواج کے ہاں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک روز حضرت زینبؓ کے ہاں کچھ دیر لگی۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے کچھ شہد پیش کیا تھا اس کے نوش فرمانے میں وقفہ ہوا۔ پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ نے مل کر تدبیر کی کہ آپؐ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں آپؐ نے چھوڑ دیا۔ اور حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ میں نے زینبؓ کے ہاں شہد پیا تھا۔ مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ پھر نہیں پیوں گا۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ زینب کو اس کی اطلاع ہو گی تو خواہ مخواہ دلگیر ہونگی۔ حفصہؓ کو منع کر دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا —— اسی طرح کا ایک قصہ ماریہ قبطیہؓ کے متعلق (جو آپؐ کے حرم میں سے تھیں جن کے بطن سے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوتے۔) پیش آیا۔ اس میں آپؐ نے ازواج کی خاطر قسم کھالی کہ ماریہؓ کے پاس نہ جاؤں گا۔ یہ بات آپؐ نے حضرت حفصہؓ کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہؓ نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہؓ کو کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے حضرت حفصہؓ کو جتلایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہؓ کو کر دی۔ حالانکہ منع کر دیا گیا تھا —— وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپؐ سے کس نے کہا۔ شاید عائشہؓ کی طرف خیال گیا ہو گا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ "نبانی العلیم الخبیر" یعنی حق تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی —— ان ہی واقعات کے سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کروں گا۔ ایسا کرنا اگر کسی مصلحت صحیحہ کی بناء پر ہو تو شرعاً جائز ہے مگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لئے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ امت کے حق میں تنگی کا موجب ہو۔ اس لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ

ازواج کے ساتھ بے شک خوش اخلاقی برتنے کی ضرورت ہے مگر اس حد تک ضرورت نہیں۔ کہ ان کی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرکے تکلیف اٹھائیں۔

محترم حضرات! آیت مذکورہ بالا سورۃ تحریم کی پہلی آیت ہے اور اس سورت کا موضوع یہ ہے کہ انسان کے فرض منصبی میں کوئی چیز حارج نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ رحمت دو عالم سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ کا فرض منصبی یہ ہے کہ حلال اور حرام کو اپنے اپنے درجہ میں امت کو پیش فرمائیں — لہٰذا حلال کو حرام بنانا فرض منصبی کے خلاف ہو گا۔ اور اس کا موجب چونکہ ازواج مطہراتؓ میں سے بعض ازواجؓ ہو رہی ہیں اس لئے انتباہ ہو رہا ہے کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ دراصل اس سورت میں عورتوں کو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مردوں کی نرمی اور نیکی سے فائدہ اٹھا کر ان کو اپنی ہر بات منوانے کی کوشش نہ کریں اور نہ زیر بار کرنے والی فرمائشوں سے ان کو تنگ کریں اور مردوں کو چاہیے کہ عورتوں کے ساتھ رعایت کرنے میں کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھیں جو شریعت کے خلاف ہو — فی الحقیقت اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دے کر یہ ہدایت نہ کی جاتی تو خطرہ تھا کہ آگے چل کر عورتیں مردوں پر بے جا دباؤ ڈالنے لگیں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دے کر مردوں سے چاہیں گی کہ ہماری خاطر خود تکلیف اٹھائیں اور ہماری خواہشیں پوری کریں۔ اس لئے اس کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا اور ارشاد ہوا کہ عورتوں کی مرضی کا اتنا خیال مت کرو کہ حلال چیزیں تک اپنے اوپر حرام کر لو یا کوئی بات ایسی کر بیٹھو جو شرع میں جائز نہ ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ ہر شخص کو اپنا اپنا فرض بجا لانا چاہیے۔ اور کسی شخص کو یہ لائق نہیں کہ اللہ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرائے یا حرام قرار دی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دے۔

حدیث شریف

میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک عورت فاطمہ نے چوری کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لواحقین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت ابن زیدؓ کی معرفت درخواست کی کہ چوری کا جرمانہ اور تاوان لے لیا جائے اور اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں کیونکہ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے خدا کی اگر میری لڑکی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا — احکام خداوندی میں ردّ و بدل کرکے خدا تعالیٰ کے عذاب کو کیسے دعوت دوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شارح دین اسلام، ہادیٔ دینِ مبین اور امام الانبیاء والمرسلین ہیں اگر خود بھی دین کے احکام میں ردّ و بدل نہیں فرماتے تو کسی کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ دین کے احکام میں ردّ و بدل کرے۔ اور اپنے فرائض منصبی سے تجاوز کرے — ہمارا کام دین پر عمل کرنا ہے۔ دین کے احکام کی بجا آوری ہے۔ سنت نبویؐ کا اتباع ہے۔ دین بنانا اور دین میں مداخلت کرنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اٹل ہیں اور قیامت تک اٹل رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر چلنے اور کتاب و سنت کے احکام پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور اس کے نظریے کی اساس ایک دین پر قائم ہے۔ اس حقیقت کو نہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے شرمانے کی کوئی وجہ ہے۔ دراصل ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حقیقت کے تقاضوں کو خلوص کے ساتھ کسی احساس کمتری کے بغیر پورا کیا جائے۔"

آئیے! ہم حضرت مولانا کے ارشادات کی روشنی میں کتاب و سنت کی آواز بن کر ملک میں پھیل جائیں اور ہر طرف محمدی تہذیب کے نمونے دوڑتے دکھائی دیں۔

غنڈوں کی املاک

گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ نے ایک حکم کے ذریعے صوبے کے سول اور پولیس حکام کو ہدایت کی ہے کہ ان غنڈوں اور بدمعاشوں کی جائیداد اور املاک کے بارے میں حکومت کو مکمل معلومات فراہم کی جائیں جو ان دنوں جیل میں ہیں یا پولیس کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے ہیں یا جنہیں گرفتاری کے بعد رہا کر دیا گیا ہے — گورنر صاحب کا یہ حکم نہایت مناسب ہے اور اس سے غنڈہ گردی کے راستوں کو مسدود کرنے میں مدد ملے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غنڈہ گردی کا قلع قمع کرنے کے لئے اس وقت حکومت مختلف تعزیری اور انتظامی اقدامات کر رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں ڈی۔ آئی۔ جی پولیس لاہور رینج صاحبزادہ علی رؤف صاحب اور ایس ایس پی لاہور الحاج حبیب الرحمٰن صاحب نے اپنے دائرۂ اختیار میں بہت نمایاں کام کیا ہے۔ مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ معاشرت دشمن سرگرمیاں اس وقت تک ختم نہیں کی جا سکتیں جب تک کہ غنڈوں کی آمدنی کے وسائل بھی ختم نہ کئے جائیں۔ ظاہر ہے اسی آمدنی سے وہ پولیس افسروں کو رشوتیں دیتے اور اسی سے مزید جرائم کے لئے پر تولتے اور اسکیمیں بناتے ہیں اور جب آمدنی کا یہی ذریعہ بند ہو جائے گا تو انہیں غنڈہ گردی کی ہمت ہی نہیں ہو گی۔ دنیا جانتی ہے کہ اکثر غنڈے ناجائز طریقوں سے دولت کما کر عملاً لکھ پتی بن گئے ہیں اور قانون کے بعض محافظ

باقی صفحہ ۱۶ پر

کفار کے سامانِ عیش کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھئے

محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص)

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب شریف میں نصیحت فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو کہ ہماری عزت" ایمان و معرفت" کے ساتھ وابستہ ہے، مال و جاہ کے ساتھ نہیں۔ تکمیل ایمان میں کوشش کرو۔ اور مراتب معرفت حاصل کرنے میں پوری جد و جہد کرو۔ جتنا بھی اس مقصدِ اعلیٰ میں مشقت جھیلو گے اتنا ہی زیبا و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے "جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی غم آخرت بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں کو دور کر دے گا (مکتوب ۹۱)

نیز فرمایا :-

"دنیا زراعت کی جگہ ہے۔ زراعت کے وقت عیش و آرام میں مشغول ہونا، اور فانی لذتوں میں مبتلا ہونا اپنے آپ کو سرمدی آرام سے جدا رکھنا ہے۔ (جو دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی گزارنے پر آخرت میں ملے گا)۔ عقل دور اندیش" لذاتِ باقیہ مرضیہ" کو چھوڑ کر "لذاتِ فانیہ مغضوبہ" پر ہرگز فریفتہ نہیں ہو سکتی"۔ (مکتوب ۱۱)

بقول حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز۔ "دنیا ظاہر میں میٹھی ہے اور تازگی کی صورت رکھتی ہے۔ مگر حقیقت میں وہ "زہر قاتل" اور متاعِ باطل" ہے اور اس کے دام میں گرفتار ہونا فضول ہے اس کا مقبول در اصل "ذلیل و خوار" ہے۔

(مکتوب ۲۴۔ دفتر اول)

مگر لذات فانیہ مغضوبہ کے فریفتہ جو ایمان کی دولت سے محروم ہیں ان کا شیوہ ایمان داروں کا تمسخر اڑانا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

(مریم آیت ۷۳)

ترجمہ:- اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح

یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں ان کا برا انجام بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزا و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے غم کے موافق آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیا آج ہمارے مکانات، فرنیچر اور بود و باش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری مجلس (یا سوسائٹی) تمہاری سوسائٹی سے معزز نہیں۔ یقیناً ہم جو تمہارے نزدیک باطل پر ہیں تم اہل حق سے زیادہ خوشحال اور جتھے والے ہیں جو لوگ ہم سے خوف کھا کر کوہِ صفا کی گھاٹی میں نظر بند ہوں۔ کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ چھلانگ مار کر جنت میں جا پہنچیں گے اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے"!

ان سیاہ بختوں کو بتایا جاتا ہے کہ تم سے اچھی شان و شوکت اور ٹیپ ٹاپ تم سے پہلے لوگوں کو حاصل تھی۔ مگر وہ اپنی سرکشی اور کفر کی وجہ سے برباد ہو گئے۔ تم کو ان کے حالات سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

(مریم آیت ۷۴)

ترجمہ:- اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں۔ وہ سامان اور نمود میں بہتر ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

"یہ ان کی بات کا جواب دیا کہ پہلے ایسی بہت قومیں گزر چکی ہیں، جو دنیا کے ساز و سامان اور شان اور نمود میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ لیکن جب انہوں نے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں سرکشی اور تکبر و تفاخر کو اپنا شعار بنا لیا، خدا تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور دنیا کے نقشہ میں ان کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ پس آدمی کو چاہیئے کہ دنیا کی فانی ٹیپ ٹاپ اور عارضی بہار سے دھوکہ نہ کھائے۔ عموماً متکبر و دولت مند ہی حق کو ٹھکرا کر نہنگِ ہلاکت کا لقمہ بنا کرتے ہیں۔ مال اولاد یا دنیوی خوشحالی مقبولیت اور حسنِ انجام کی دلیل نہیں"۔

یاد رہے کہ دنیاوی مال اور اولاد انسان کے لئے ایک آزمائش ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اس آزمائش میں پورا اترے:-

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

(التغابن آیت ۱۵)

ترجمہ:- تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے۔

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

"اموال اور اولاد فتنہ یعنی امتحان ہیں لہٰذا اس سے قطع تعلق بھی نہ کیا جائے ورنہ رہبانیت ممنوعہ لازم آئے گی۔ اور ان کے پھندے میں پھنس کر فرضِ منصبی سے بھی انسان غافل نہ ہونے پائے۔"

بندے کو چاہیئے کہ مال اور اولاد کے نشہ میں احکاماتِ الٰہی کو فراموش کر کے خسارہ اٹھانے والا نہ بن جائے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(المنافقون - آیت ۹)

ترجمہ:- اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

"اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (مراد اس سے مجموعہ دنیا ہے) اللہ کی یاد (اور طاعت) سے (مراد اس

سے مجموعہ دین ہے)، غافل نہ کرنے پاویں۔ (یعنی دنیا میں ایسے منہمک مت ہو جانا کہ دین میں خلل پڑنے لگے)۔ اور جو ایسا کرے گا، ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں (کیونکہ نفع دنیوی تو ختم ہو جائے گا اور ضرر اخروی ممتد یا دائم رہ جاوے گا۔"

(بیان القرآن حضرت مولانا تھانوی رح)

حدیث:- حضرت عمرو بن عوف رض بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر (مدینہ منورہ) واپس لوٹے تو انصار نے حضرت ابو عبیدہ رض کی آمد کو سن لیا تو وہ سب کے سب صبح کی نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگئے۔ آپ نے جب ان کو (اس طرح) دیکھا تو آپ مسکرائے اور پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ تم لوگوں نے ابو عبیدہ رض کی آمد کو سن لیا ہے۔

صحابہ رض نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فرمایا سو بشارت ہو تم کو اس نعمت کی جو تم کو مسرور کرے گی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ہر گز تمہارے متعلق فقر و تنگدستی کا خوف نہیں رکھتا۔ البتہ میں تمہارے لئے اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر پھیلا دی جائے گی جیسا کہ پہلی امتوں پر دنیا پھیلا دی گئی (خوب مال و دولت ان کو عطا کیا گیا) اور پھر تم بھی آپس میں تنافس (مقابلہ) اور حرص کرنے لگو، جیسا کہ انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حرص و طمع کی۔ اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے اسی طرح جیسا کہ دنیا نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

(تجرید صحیح مسلم ترجمہ مولانا محمد مالک کاندھلوی)

لہٰذا مال و دولت کی فراوانی بہت سے لوگوں کے حق میں مضر ثابت ہوتی ہے۔ وہ دوسروں سے بڑائی حاصل کرنے کے لئے ایسے غیر شرعی طریق پہ اڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ غیر شرعی آزمائش میں لگ جاتے ہیں۔ دوسروں پر حسد کرتے ہیں۔ دوسروں کی دل آزاری سے گریز نہیں کرتے۔ دوسروں سے نفرت اور حقارت کرتے ہیں۔ مسکینوں اور دوسرے حقداروں کے حقوق ادا کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ ان کی یہ غلط روش مرتے وقت تک جاری رہتی ہے اور آخر بربادی اور ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (التکاثر آیت ۱-۲)

ترجمہ:- تمہیں حرص نے غافل کر دیا یہاں تک کہ قبر جا دیکھیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح

"یعنی مال و اولاد کی کثرت اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے۔ نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے، نہ آخرت کی فکر۔ بس شب و روز یہی دھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی بہتات ہو اور میرا کنبہ اور جتھا سب کنبوں اور جتھوں سے غالب رہے۔ یہ پردہ غفلت کا نہیں اٹھتا یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔ تب قبر میں پہنچ کر پتہ لگتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے تھے۔ محض چند روز کی چہل پہل تھی۔ موت کے بعد وہ سب سامان ہیچ بلکہ وبالِ جان ہیں ....."

بندے کو چاہیئے کہ حریص نہ بنے حسرت بھری اور للچائی ہوئی آنکھوں سے دوسروں کے دنیاوی اسباب اور عیش و تنعم کے سامان کو نہ دیکھے۔ یہ سب کچھ عارضی اور فانی ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ آخرت کی فکر میں لگا رہے۔ کیونکہ آخرت کی سب نعمتیں سدا اور باقی رہنے والی ہیں۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝

(طٰہٰ آیت ۱۳۰-۱۳۱)

ترجمہ:- اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے۔

مقام صد عبرت ہے کہ دنیا دار کافر کا عیش و آرام محض عارضی ہے اور اس کی آخرت برباد ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ (آل عمران آیت ۱۹۶-۱۹۷)

ترجمہ:- تجھ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکہ نہ دے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

"ف" یعنی کفار جو ادھر ادھر تجارت وغیرہ کر کے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں، مسلمان کو چاہیئے کہ ان سے دھوکہ نہ کھائے یہ محض چند روز کی بہار ہے۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ، قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جائے تو وہ کیا خوش عیش ہوا خوش عیش وہ ہے جو تھوڑی سی محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسائش کا سامان مہیا کرے۔" (حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

دنیا و آخرت کا صحیح نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مثال سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: (خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں بس ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی یہ انگلی (حضرت یحییٰ راویٔ حدیث نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا) سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے یہ انگلی سمندر میں سے کتنا پانی لے کر لوٹی ہے۔ (تو جو نسبت اس ایک انگلی کی تری کو سمندر سے دی جا سکتی ہے تفہیم کے طور پر وہی نسبت دنیا کو آخرت سے قائم کر لو)

(تجرید صحیح مسلم مترجم مولانا محمد مالک)

دنیاوی فراوانی اللہ تعالیٰ کی مقبولیت کی علامت نہیں۔ اس لئے مومنوں کو دنیا حاصل کرتے وقت شرعی حدود کے باہر ہر گز قدم نہ رکھنا چاہیئے۔ اور کفار کی غلط روش سے اجتناب کرنا چاہیئے:-

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (الزخرف آیت ۳۳-۳۵)

ترجمہ:- اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب

باقی ص ۱۲ پر

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب

استاذ العلماء حضرۃ مولانا الحاج سید حامد میاں مدظلہ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
مرتبہ: محمود احمد عارف ہوشیارپوری

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ کَفِّیْ سِوَارَانِ مِنْ ذَھَبٍ فَکَبُرَا عَلَیَّ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ انْفُخْھُمَا فَنَفَخْتُھُمَا فَذَھَبَا فَاَوَّلْتُھُمَا الْکَذَّابَیْنِ الَّذَیْنِ اَنَا بَیْنَھُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْیَمَامَۃِ۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خواب بیان فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا تو میرے سامنے روئے زمین کے خزانے لائے گئے (ان کے ساتھ ایک چیز اور بھی تھی۔ وہ یہ کہ) میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن رکھ دئے گئے۔ آپؐ فرماتے ہیں یہ (کنگنوں کا رکھنا) مجھے ناگوار گزرا تو مجھ پر وحی ہوئی کہ ان پر پھونک ماریں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں غائب ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے اس خواب کی تعبیر بتلائی کہ یہ دو کنگن وہ دو جھوٹے ہیں جن کے درمیان میں ہوں ایک تو وہ صنعاء والا (اسود عنسی) اور دوسرا یمامہ والا (مسیلمہ کذاب)

ان دونو جھوٹوں نے نبوت کا دعوٰے کیا تھا۔ یہ نبوت کو ایک طرح کا کاروبار خیال کرتے تھے۔ اُن کا خیال یہ تھا کہ اس طرح سے ہمیں کافی رقم حاصل ہو جائے گی، بہت سے لوگ مرید اور متبع ہو جائیں گے قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔ مگر یہ دونوں جھوٹے نبی موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ اسود عنسی کو فیروزالدیلمی نے اور مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی نے قتل کیا۔ وحشی نے زمانۂ کفر میں بہت بڑا جرم کیا تھا اور وہ یہ کہ جنگِ احد میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا اور لاش کی بے حرمتی بھی کی تھی۔ حضرت وحشی کو اپنے اس جرم پر سخت ندامت تھی۔ وہ دل میں یہ تمنا رکھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ اب مسلمان ہونے کے بعد مجھ سے کوئی بڑا کام لے تاکہ میرا دل ٹھنڈا ہو جائے۔

حق تعالےٰ نے ان کی یہ تمنا پوری کر دی۔ اور ان کے ہاتھوں مسیلمہ مارا گیا۔ انہیں چھوٹا نیزہ نشانے پر پھینکنے میں بہت مہارت تھی۔ مسیلمہ کو بھی نیزہ ہی سے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

مسیلمہ و اسود سے حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دریافت نہیں کیا کہ تمہاری نبوت کی کیا دلیل ہے۔ تم پر کیسی وحی اترتی ہے۔ تمہارے پاس کیا معجزات ہیں۔ کیونکہ آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتے تھے کہ ان سے اس طرح کی بات کی جائے۔ ان کی غلط بیانی میں کوئی شبہ نہ تھا۔

مسیلمہ نے ایک دفعہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط بھیجا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ مسیلمہ کی طرف سے ہے جو اللہ کا رسول ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام جو اللہ کے رسول ہیں۔

آگے لکھا کہ زمین آدھی میری آدھی آپ کی۔

آپؐ نے اس کا جواب لکھوایا کہ یہ خط محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے۔ مسیلمہ کذاب کے نام۔

اما بعد۔ یہ زمین اللہ کی ہے جسے چاہے وہ اس کا وارث بنائے۔ اس والا نامہ میں آپؐ نے یہ بھی بتلا دیا۔ کہ حاکم اپنے آپ کو یہ سمجھے کہ میں زمین کا مالک نہیں بلکہ متولی اور منتظم ہوں۔ یہ زمین میرے پاس خدا کی دی ہوئی امانت ہے۔

آپ خیال کریں۔ کہ اسلام کا بتلایا ہوا نظریہ کس قدر بڑا ہے۔

ایک مرتبہ آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گفتگو ہو رہی تھی۔ اس وقت آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ فرمایا کہ اگر وہ اس وجہ سے نبی بنتا ہے کہ اس چھڑی میں سے بھی آدھا مانگے گا تو بھی نہیں دوں گا۔ رہی زمین۔ تو یہ اللہ کی ہے۔ انبیاء زمین کو لوگوں کو دینے کے لیے نہیں آتے۔ یہ خدا ہی کی میراث ہے۔

حاصل یہ کہ یہ سراسر جھوٹے تھے۔ ان لوگوں کا مطمحِ نظر صرف دنیا تھی۔ نبوت آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم ہوئی۔ آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔

آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد پانچ اور آدمیوں نے بھی نبوت کا دعوےٰ کیا۔ آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی ان سے کوئی دلیل نہیں مانگی۔ کیونکہ صحابہ کرام کو ان کے دجل و کذب اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ذرہ برابر تردد نہ تھا۔

دراصل ختم نبوت کا مسئلہ اس قدر واضح اور مبرہن ہے کہ امت میں آج تک کسی بھی آدمی کو شبہ نہیں پڑا۔ اس مسئلہ پر شیعہ سنی وغیرہ سب ہی متحد چلے آ رہے ہیں — قرآن کریم کی آیات اور سینکڑوں احادیث اس پر شاہد ہیں اور پوری امت کا اجماع ہے۔

عقلاً بھی کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر معاملہ میں دنیا کی رہبری کر دی ہے۔ ہر چیز کے اصول و ضوابط بتلا دئے۔ اور وہ اصول و ضوابط ہیں بھی ایسے کہ ان کی روشنی میں ہر پیش آنے والے مسئلہ کو ہمیشہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اور آپ کے بتلائے ہوئے اصول تا قیامت محفوظ رہیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں آخر دم تک آخری نبی کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مرسلہ: مولانا قاری محمد شریف قصوری

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی ایک جھلک

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسولؐ کی

عقیدہ اور عمل میں توحید کا حکم

دینِ اسلام کا یہ حکم سرِفہرست ہے کہ مسلمان کے عقیدے اور عمل میں توحید باری تعالیٰ جاری اور ساری ہونی چاہئے۔ ارشاد خداوندی ہے ـــ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (پ ۵ ع ۳) اور عبادت اللہ ہی کی کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبٰتُ (مشکوٰۃ) زبان اور بدن کی اور مال کی سب عبادتیں اللہ کے لئے ہیں پس جو کام عبادت کے قولی / بدنی اور مالی اللہ کے لئے ثابت ہیں وہ کسی غیراللہ کے لئے بجا نہ لائیں کہ ایسا کرنا شرک ہے اور شرک اللہ ہرگز نہیں بخشے گا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ دٹ) اس میں شک نہیں۔ کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ اس کی ذات، صفات اور عبادت میں کسی کو بھی شریک ٹھہرائے تو اللہ کی طرف سے یقیناً بہشت حرام ہوگی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

اسلام کی بنیادی چیزیں

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ شہادت دینی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور حضرت محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ۔ اور پڑھنا نماز کا اچھی طرح سے

۳۔ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ۔ اور زکوٰۃ دینا۔

۴۔ وَالْحَجِّ۔ اور حج کرنا۔

۵۔ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے اس کی مسلمانی کے لیے یہ پانچ چیزیں شرط ہیں۔ یعنی توحید کا عقیدہ اور حضورؐ کی نبوت پر ایمان، نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا اور (مال اور صحت کی شرط پر) حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ ان پانچوں باتوں میں سے جو ترک کرے گا اس کے اسلام کا ستون گر جائے گا اور اسلام رخصت ہو جائے گا۔ سب مسلمان بھائیوں کو یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہئے۔

توحید کی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے مسلمان کی زندگی اسلام کے ارکانِ خمسہ کے گلزاروں میں محوِ خرام ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی مردِ مومن کو دنیا میں تمدنی، معیشی، معاشرتی اور اخلاقی ماحول میں ایک معیاری انسان بننا چاہئے کہ اسلام دنیا میں اللہ کی خالص عبادت اور اونچے اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

خوش خلقی

تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ (ترمذی شریف)

میزانِ عمل میں خوش خلقی سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہیں۔ (ابوداؤد)

خوش خلقی کی برکت سے مومن رات کے عبادت گذار اور دن کے روزہ دار کا ثواب پاتا ہے۔ (ابوداؤد)

خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت اور بزرگی نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

غیبت اور بہتان

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:۔

غیبت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری شریف)

حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جب میرا خدا مجھے معراج میں لے گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ وہ اپنے سینوں اور چہروں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ (یعنی غیبت کرتے تھے) (ابوداؤد)

حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ یہ کیسے؟ فرمایا۔ آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ توبہ قبول کر لیتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کا گناہ بخشا نہیں جاتا۔ جب تک وہ آدمی معاف نہ کرے۔ جس کی غیبت کی ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان کو بدنام کرنے کے لئے اس پر بہتان باندھے اللہ اس کو دوزخ کے پل پر قید رکھے گا۔ یہاں تک کہ وہ بہتان کی بات سے عہدہ برآ ہو۔ یعنی اس شخص سے بخشوا نہ لے جس پر بہتان باندھا تھا۔ (ابوداؤد)

ہمسایہ کے حقوق

رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے اپنے ہمسائے کی عزت کرنی چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لایا، اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لایا،

اللہ کی قسم وہ شخص ایمان نہیں لایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کون شخص؟ اے اللہ کے رسول! فرمایا وہ شخص جس کی ایذا رسانی سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔ (بخاری شریف)

امداد باہمی

جناب رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پس نہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم کرے اور نہ اس پر ظلم ہونے دے (سنو!) جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

ہر ایک مسلمان کی خیرخواہی کرو۔ (مسند امام اعظمؒ)

جو شخص کسی تکلیف میں مبتلا آدمی کو آرام پہنچائے۔ اللہ تعالٰے اسے دنیا اور آخرت میں آرام پہنچاتا ہے۔

بدزبانی، گالی اور لعنت سے دور رہیں

جناب خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (بخاری)

جو شخص کسی مسلمان پر (بلاوجہ) لعنت کرے وہ اتنا گنہگار ہے۔ جتنا کہ ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا۔ اور شخص کسی مسلمان کی تکفیر کرے وہ بھی اتنا ہی گنہگار ہے جتنا کہ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا۔ (بخاری شریف)

ایک شخص نے حضرت انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ہوا پر لعنت کی آپ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو۔ کیونکہ وہ مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کے لائق نہیں تو پھر لعنت کرنے والا خود ملعون ہو جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذا) سے مسلمان سلامت رہیں

اللہ کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ ہے جس سے لوگ بوجہ اس کی بدکلامی کے ملنا چھوڑ دیں۔ (مسلم)

راستی اور جھوٹ کے احکام

جناب سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔ جب اسے امانت دی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔

رحمت دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کسی نے پوچھا کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے پوچھا کیا مسلمان کذاب ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ (موطا امام مالکؒ)

جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے (رحمت کے) میل بھر دور ہو جاتے ہیں اس بدبو کے باعث جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (ترمذی)

جھوٹی گواہی دینا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا فرمائیے۔ ارشاد ہوا۔ خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ (صحابہؓ نے) خیال کیا۔ شاید آپ خاموش نہ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا۔ جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ آپ نے تین بار یہی فرمایا۔ (ابن ماجہ)

دو رویہ شخص کی سزا

حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص دنیا میں دو رو ہوگا قیامت کو اس شخص کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔ (ابوداؤد)

(نوٹ) دو رویہ شخص وہ ہوتا ہے جو ایک گروہ پر ایک رنگ میں میں آتا ہے اور دوسرے گروہ کے پاس دوسرے رنگ میں جاتا ہے۔

خوشامد اور مدح سرائی

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم خوشامدی (تعریف کرنے والوں) کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔ (مسلم شریف)

سید ولدِ آدمؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ غضبناک ہو جاتا ہے اور عرش کانپ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فوت شدہ لوگوں کو نیکی سے یاد کرو۔

سرکارِ دو عالم نے فرمایا۔ جو لوگ تم میں سے فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی نیکیوں کا ذکر کرو۔ اور برائیوں سے زبان کو روک لو۔ (ابوداؤد)

مُردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ کئے کو پہنچ چکے ہیں (نسائی)

سلام عام کرو

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے۔ بہشت میں نہ جاؤ گے اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے۔ ایمان میں کامل نہ ہو گے۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ کس چیز سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے (سنو وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام عام کرو۔ (ابن ماجہ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تو ہر آدمی کو سلام کر خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ (بخاری شریف)

مہمان نوازی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالےٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ مدتِ تکلف میں مہمان کا اکرام کرے۔ عرض کیا گیا۔ مدتِ تکلف کتنی ہے؟ ارشاد ہوا۔ ایک دن اور ایک رات اور فرمایا۔ مہمانی تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مہمانی نہیں، صدقہ ہے اور مہمان کو چاہیئے کہ وہ میزبان کے پاس اتنا عرصہ نہ ٹھہرے کہ وہ تنگ آ جائے۔

(بخاری شریف)

تکبر اور غرور سے بچیں!

سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ میں بتاؤں دوزخی کون ہیں ـــ؟ (سنو!) سخت گو، بخیل اور متکبر (بخاری)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت داخل نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)

پردہ پوشی

حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (سنو) مسلمانوں کو ایذا نہ دو۔ اُن کو عار نہ دلاؤ اور ان کے عیب نہ ڈھونڈو۔ (ترمذی)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا

بغض اور کینہ کی ممانعت

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ حسد اور بُغض مونڈنے والے ہیں۔ بالوں کو مونڈنے والے نہیں ہیں بلکہ دین کو مونڈتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ آپس میں بُغض نہ رکھو۔ خدا کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔ اور مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے (بغیر عذر شرعی) تین دن سے زیادہ ملاقات ترک کر دے۔ (بخاری شریف)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ حسد سے بچو۔ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

ریاکاری سے اجتناب کریں

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جُبّ حزن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ جبّ حزن کیا ہے؟ فرمایا دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا۔ یہ وادی ریاکاری عالموں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس نے لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھی۔ اس نے شرک کیا۔ جس نے ریاکاری کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔ (مسند امام احمد)

دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں

رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مشکوٰۃ)

نوٹ: دواؤں میں آمیزش کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ، لین دین اور تجارت میں ظاہر کچھ اور باطن کچھ، یہ سب صورتیں دھوکا کی ہیں۔

رشوت کی ممانعت

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ رشوت لینے اور دینے والے دونو پر خدا کی لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ناپ تول میں تاکید

رسول رحمتؐ نے فرمایا۔ ناپنے تولنے والو۔ تم والی کئے گئے ہو دو کاموں کے (یعنی ناپ تول کے) خبردار! ناپ تول ٹھیک رکھنا، کہ ان میں (یعنی ناپ تول کی خرابی کے باعث) ہلاک ہوئیں۔ تم سے پہلے گزری ہوئی امتیں۔ (بخاری شریف)

بقیہ: کفار کے سامانِ عیش ......

لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر ہیں ان کے گھروں کی چھت اور ان پر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور سونے کے بھی۔ اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور دارِ آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ

در رحمت الٰہی تو خاص مخلص ہستیوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اور سامان دنیا۔ بلکہ سونا چاندی۔ کفار کو اتنا دیتے جتنا ان آیتوں میں مذکور ہے۔

لیکن خطرہ ہے کہ کہیں سارے انسان اسی راستہ پر نہ پڑ جائیں کہ شاید کفر و بے ایمانی ہی سے سب کچھ ملتا ہے۔"

ہماری دعا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

(حصن حصین)

ترجمہ:۔ اے اللہ! حرام کے بدلے تو مجھے میری ضرورت کے مناسب حلال روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر۔

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: قرآنی جنگ انقلاب (تفسیر سورۃ قتال (محمدؐ)

از: مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ: ۷۵/۱ روپے۔

ناشرین: ادارہ حکمت اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور۔

یہ قرآن حکیم کی انقلاب آفرین تعلیمات پر مبنی سلسلہ تفاسیر میں سے سورۃ قتال (محمدؐ) کی تفسیر ہے۔ چونکہ اسلامی انقلاب میں بدی کے خلاف جنگ ناگزیر ہے اس لئے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کی تفسیر میں اسلامی جہاد کی ضرورت اور صورت واضح کی ہے اور دکھایا ہے کہ قرآنی انقلاب کسی قسم کی رجعت پسندی کو برداشت نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں غلامی پر بھی نہایت اعلیٰ درجے کے سیاسی اور سائنٹفک رنگ میں بحث کی ہے اور غلامی پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کا مسکت جواب دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اسلامی اصطلاح میں غلامی کیا ہے اور سرمایہ داری میں کارخانے کے مزدوروں کی حالت غلاموں سے کتنی بدتر ہے۔ غرض اسلامی قانونِ جہاد کی ضرورت پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اجتماعی جنگ (ٹوٹل وار) کی ضرورت ثابت کی ہے۔

قرآنی انقلاب کے سلسلے میں یہ سلسلہ تفاسیر قرآن کی انقلابیت سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

امام ولی اللہ دہلوی کے

حالات اور تعلیمات پر ایک نظر

از: شیخ بشیر احمد بی اے جنرل سیکرٹری "ولی اللہ سوسائٹی" پاکستان لاہور

گزشتہ سے پیوستہ

۲- سیاسیات

امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے اٹھارہویں صدی عیسوی کی ابتدا میں پیدا ہوئے۔ اس وقت انسانی زندگی کے ہر معاملے میں استبدادی نظام ہی جاری تھا۔ سیاست کا معاملہ لیجئے تو قوموں پر استبدادی حکمرانوں کا راج تھا۔ ملک داری میں بادشاہت یا شہنشاہت موجود تھی۔ اقتصادیات میں جاگیرداری نظام چھایا ہوا تھا اور مذہبیات میں رسوم پرستی کا سخت زور تھا۔ حضرت امام ولی اللہؒ نے اس ماحول کے اندر رہتے ہوئے انسانی تعلقات کو نئی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ایک نیا پُر زور فکر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ گھر سے مراد دیواریں، چھت اور کمرے نہیں ہیں بلکہ وہ افراد ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ خاص تعلقات کے ذریعے سے وابستہ ہو کر رہتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ شہر سے مراد فصیل، منڈیاں اور بازار نہیں ہیں بلکہ مل جل کر رہنے والے وہ مختلف انسانی گروہ ہیں جو آپس میں معاملات کرتے ہیں اور تعاون سے کام لیتے ہیں۔ امام صاحب استبدادی نظام کو بالکل قبول نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ شہری زندگی ایک مرکب وجود ہے اور جسم کی طرح مختلف "اعضا" سے مل کر بنتی ہے۔ اس کی صحت قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے والے نظام کو "امام" کہتے ہیں۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ "کوئی شخص واحد امام نہیں بن سکتا"۔ وہ امام کے فرائض کی تفصیلات بیان کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ ان فرائض کو ادا کرنے کی قابلیت رکھنے والے اشخاص مل کر باہمی مشورے اور تعاون سے حکومت کا کام چلائیں۔ ان کے نزدیک بہبود عام کا جذبہ ریاست کی ترقی کے لئے نہایت اہم بلکہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"جو لوگ بہبود عام کا احساس رکھتے ہیں، ان پر واجب ہے کہ وہ حق کی اشاعت کرنے اور اُسے نافذ کرنے اور باطل کو دبانے اور اس کے نفاذ کو روکنے کے لئے انتہائی جد و جہد کریں۔ یہ اکثر منظم پروپیگنڈا اور جنگ کئے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ سب نیکی کے بہترین اعمال شمار ہوتے ہیں۔"

یہ انقلابی طریق کار ہے دورِ حاضر میں سیاسیات میں انقلابی تصور لانا حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصیت ہے۔ جسے انہوں نے براہِ راست تاریخ اسلام کے مثالی دور (خیر القرون) سے اخذ کیا ہے۔ اس موقع پر یہ بتانا بے فائدہ نہیں ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے انقلابی تصور کو قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا ہے:-

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (سورۃ فتح)

ترجمہ:- خدا وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔

۳- اقتصادیات

سیاسیات کے سرسری جائزے کے بعد اب ہم ان کی اقتصادیات پر نظر ڈالتے ہیں۔ اقتصادیات میں وہ اس خیال کے بڑے حامی ہیں کہ عیاشانہ زندگی حرام ہے۔ کوئی ترقی کن سوسائٹی اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ اوسط معیار زندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس سے ساری سوسائٹی کی معاشی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی سوسائٹی میں انقلاب اس وقت برپا ہوتا ہے جب اس کا اقتصادی توازن خراب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ رومی اور ایرانی سلطنتوں کی مثال پیش کر کے دکھاتے ہیں۔ کہ جب ان میں سے ہر ایک سلطنت کی اکثریت ایک قلیل جماعت کی خاطر کمانے کے لئے وقف ہو کر رہ گئی تو کس طرح یہ دو عظیم الشان سیاسی نظام ٹوٹ گئے۔ اور یہ بھی معین کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض ہی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رومی اور ایرانی شہنشاہوں کو توڑ کر ایک اعلیٰ درجے کا شورائی رفاہی نظام قائم کریں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کر کے دکھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل قیامت تک قرآنی تعلیم کا مقصد قرار پایا ہے۔

ایک متوازن سوسائٹی کے نظام زراعت کے سلسلے میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ ریاست ساری قابل کاشت زمین کا قبضہ اپنے ہاتھ میں رکھے اور کاشت کرنے کا حق ہمیشہ ان کسانوں کو دے جو خود کاشت کریں اور جب کوئی پورے کا پورا خاندان اپنا پیشہ تبدیل کر کے زراعت چھوڑ دے یا وہ ختم ہو جائے تو زمین کی ملکیت پھر ریاست کی طرف لوٹ آئے گی۔ یہ ان کی اقتصادیات کا وہ انقلابی پہلو ہے جو دورِ نبویؐ کے بعد مسلمانوں کی نظر سے اوجھل ہو گیا تھا۔

۴- تصوف

حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اجتماعیات، سیاسیات اور اقتصادیات کا تعلق ان کے تصوف سے بھی ہے۔ یہ تصوف کی ایک نئی شکل ہے جسے انہوں نے علمی بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس تصوف پر ان کے زمانے میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔ وہ بڑی حد تک قابل مذمت ہے۔ وہ بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اہل تصوف کو مفت خورے نہیں بننا چاہیئے۔ بلکہ سوسائٹی میں کمانے والے افراد بننا چاہیئے۔ انہوں نے اصحاب تصوف کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اپنے "جوارح" سے کام لیں۔ اور بیکار نہ بیٹھیں تصوف کے تصور میں یہ چیز داخل کر لی جائے تو وہ انقلابی بن جاتا ہے۔

۵- اخلاق

وہ اپنا فلسفہ اخلاق یونانی نظریات کے بجائے براہ راست قرآن و سنت کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے

اخلاقی تربیت کے لئے چار شعبے مقرر کئے ہیں۔

۱۔ صفائی و پاکیزگی ——— خُلقِ طہارت
۲۔ بے غرضی و بے نفسی ——— خُلقِ سماحت
۳۔ محبتِ الٰہی ——— خُلقِ اخبات
۴۔ معاشرتی انصاف ——— خُلقِ عدالت

جیسے اوپر ذکر ہوا، عوام کے ہر خیر خواہ کا فرض ہے کہ وہ سوسائٹی میں انصاف قائم کرنے کے لئے پوری جد وجہد کرے اس طرح خُلقِ انصاف ان کی اقتصادیات سیاسیات، تصوف اور حُبِ جمال سب میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ اسے زبانی اقرار سے نہیں، بلکہ انقلابی طریقے سے قائم کرنا چاہتے ہیں۔

یہ ان کے نظریۂ اخلاق کا انقلابی پہلو ہے

۶۔ مابعدالطبیعیات

حضرت امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ مابعدالطبیعیات ایک مکمل سائنٹیفک نظریہ ہے۔ اسے مابعدالطبیعیات کہنے کے بجائے نفسیاتی طبیعیات (PSYOHO-PHYSICS) کہنا زیادہ موزوں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مادہ اللہ تعالیٰ کی اشعۂ رحمانیہ کی پیداوار ہے۔ اسی لئے وہ تجلیاتِ الٰہی کے تصرف کو قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ مادہ محض قوتِ رحمانیہ کے مجسم ہو جانے کا نام ہے۔ اس کے ساتھ موجودہ سالماتی طبیعیات کا بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حضرت شاہ صاحب کے علم مابعد الطبیعیات یا نفسیاتی طبیعیات کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔ وہ بڑے وثوق سے دعویٰ کرتے ہیں کہ زمان، مکان اور مادہ تینوں ایک ہی شے ہیں۔ یہ وہ انقلابی نظریہ ہے جس نے ان کی نفسیاتی طبیعیات کو طبیعیات اور مابعدالطبیعیات کے قدیم تصور سے الگ کر کے ایک نیا رنگ دے دیا ہے۔

تحریکِ وَلیُّ اللّٰہی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فلسفے کو نہ صرف نظری اعتبار سے سائنٹفک انداز پر مدوّن کیا اور اس کی وضاحت فرمائی۔ بلکہ اس کے مطابق عملی اقدام بھی کیا۔ آپ نے اپنے مرکزی ادارے ،مدرسۂ رحیمیہ کے علاوہ ،جس کے وہ خود سربراہ تھے۔ ٹھٹھہ (سندھ) اور نجیب آباد (یوپی) میں مراکز قائم کئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ مرہٹہ طاقت اس برعظیم کے تمام رہنے والوں کے لئے ایک خطرہ بن گئی ہے۔ تو انہوں نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا کہ ہند میں آئیں۔ اور اس خطرے کو مٹائیں۔ انہوں نے اس ملک کے فعال اجزا مثلاً روہیلے، نوابانِ دکن وغیرہ کو ابدالی کے جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کی کوشش کی۔ احمد شاہ ابدالی ۱۷۶۰ء میں آیا اور اس نے مرہٹوں کو جنوری ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری جنگ میں وہ شکست دی کہ ان کا ہند کی شہنشاہت کا دعویٰ خواب پریشان ہو کر رہ گیا۔

اس کے بعد حضرت امام کا ۱۷۶۲ء میں انتقال ہو گیا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز آپ کے جانشین ہوئے اور انہوں نے آپ کے کام کو جہاں وہ چھوڑ گئے تھے اس سے آگے بڑھایا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے آپ کے فلسفہ کو عوام تک پہنچایا۔ انہوں نے عوامی زبان میں کتابیں لکھیں اور پچاس برس سے زیادہ عرصہ تک درس دیتے رہے۔ ان کی مساعی بار آور ہوئیں اور انہوں نے اپنے بھتیجے شاہ اسماعیل اپنے داماد مولانا عبدالحی اور اپنے نامور مرید سید احمد بریلوی کو جمع کر کے ایک بورڈ بنایا۔ سید احمد بریلوی نے شاہ عبدالعزیز کی ہدایت پر امیر محمد خاں والئے ٹونک کی فوج میں شامل ہو کر کئی برس تک عملاً جنگی تربیت حاصل کی۔ جب امیر محمد خاں نے انگریزوں سے شکست کھائی تو سید صاحب اُسے چھوڑ کر شاہ عبدالعزیز کے پاس آ گئے اب شاہ عبدالعزیز نے اُنہیں جہاد کے لئے بیعت لینے (بھرتی کرنے) کا حکم دیا۔ سید صاحب نے ہزاروں لوگوں کو اپنی بیعتِ جہاد میں شامل کیا اور پھر حضرت شاہ صاحب کے حکم سے جماعت کے ہمراہ حج کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ تاکہ ان کی تنظیمی قوت کا مظاہرہ ہو سکے۔ مکہ مکرمہ سے واپسی پر آپ نے دیکھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن پروگرام تو پہلے ہی مرتب ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اپنی ذمہ داری پر شاہ اسمٰعیل اور شاہ عبدالحی کو ساتھ لے کر اُسے عملی جامہ پہنانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ دہلی پر قبضہ کر کے وہاں امام ولی اللہ دہلویؒ کا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی پروگرام چلائیں۔ چنانچہ

اس انقلابی جماعت نے برعظیم کی برطانوی عملداری سے باہر جا کر اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کیا اور ترکِ وطن کر کے شمال مغربی سرحدی علاقے میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر لیا۔

بدقسمتی سے جماعتِ مجاہدین کو ۶ر مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر نقصانِ عظیم برداشت کرنا پڑا۔ یہ حادثہ ٹھیک سو سال کے بعد پیش آیا جبکہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ۵ر مئی ۱۷۳۱ء کو مکہ مکرمہ میں الہامی خواب دیکھا تھا۔ جس کی بنا پر انہوں نے اپنی تحریک شروع کی تھی۔

حضرت امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس برعظیم میں، جیسے اوپر ذکر ہوا، اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے تاکہ اس میں اپنے فلسفہ کو عمل میں لا کر دکھائیں۔ یہ فلسفہ وہ تھا جسے انہوں نے اُن قرآنی تعلیمات سے حاصل کیا تھا جن پر اسلامی تاریخ کے نمونے کے دور — خیرالقرون — میں عمل کر کے دکھایا گیا تھا۔ حضرت امام صاحب نے عالم اسلامی کا جو خواب دیکھا تھا۔ پاکستان اس کی ایک جزوی تعبیر ہے۔

حضرت امام صاحب نے فقہ حنفی اور فقہ شافعی کو جمع کر کے ایک نئی فقہ کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ فقہ ہے جو انڈونیشیا سے مراکش تک کی اسلامی ریاستوں کو متحد کرنے کے لئے بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر پاکستان اس فلسفے کو قبول کرے تو وہ نہ صرف یہ کہ اشتراکیت کا اس کے اپنے اصولوں پر کامیاب مقابلہ کرنے کی استعداد کا مالک ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسلامی بھی قائم رہ سکے گا۔ بلکہ وہ دنیا میں اولاً اسلامی ممالک کا اور ثانیاً عالمگیر قوتوں کا مرکز بن سکتا ہے۔ خوش قسمتی سے اس کا محلِ وقوع ایسا ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کے ذریعے سے انڈونیشیا، ملایا اور فلپائن وغیرہ کی اسلامی آبادیوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور مغربی پاکستان کے ذریعے سے مغربی اسلامی اقوام کی رہنمائی کر سکتا ہے اور اس طرح مشرق اور مغرب میں مرکز کا کام دے سکتا ہے۔ ان دونوں بازوؤں کے بیچ میں ہند کا قدیم فلسفی اجتماع ہے، جسے فلسفہ ولی اللہ میں ہضم کر لینا چنداں مشکل نہیں۔

بقیہ : مجلس ذکر

کی پڑی۔ اور جیسے ہی عقل و خرد کی وادی میں داخل ہونے کے قابل ہوئے تو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ سے تمسک حاصل ہوا اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اسے سمجھنے اور اس خالقِ جہان کی عظمت و کبریائی اور اس کی حقیقی پہچان نصیب ہوئی۔ کاش ! اس نظریاتی مملکت میں جو محض خدا، رسول، اور اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے۔ آپ کو بھی شروع سے ایسا ہی ماحول میسّر آتا تو ہم سے کہیں بڑھ کر اس کی عظمت کے گن گاتے مگر مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ سو ڈیڑھ سو سالہ عظیم قربانیوں کے صدقے میں جو ایک عظیم اسلامی مملکت میسّر آئی۔ اُس میں تو کم از کم ابتدا سے انتہا تک دینی علوم و فنون لازمی طور پر پڑھائے جانے چاہئیں تھے تاکہ وہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کے مصداق سارے عالم کو توحید و رسالت اور فلسفہ دینِ اسلام اور اس کی حقانیت کے چار دانگِ عالم میں جھنڈے گاڑنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہی کی طرح کے بکثرت نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود راہِ ہدایت سے بھٹک کر (خاکم بدہن) خدا نہ کرے کہ کل کلاں وہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے جہنم رسید ہوں۔ ہماری تو دعا یہ ہے کہ اس جہان میں بسنے والے ہر انسان کو خدا ایمان و اسلام کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ تاکہ انسانی برادری خدا کی موردِ عتاب بننے کی بجائے اس کی رحمت و عنایت سے سرفراز ہو۔"

اپنے عملوں کی سزا کا ایک واقعہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی ایک تقریر میں فرمایا کہ ایک ہماری محلے دار بڑھیا میرے پاس آکے روئی کہ "میں نے اپنے اکلوتے بیٹے کی خاطر ساری جوانی گلا دی۔ عالمِ شباب میں شوہر کی وفات کے بعد اپنے اعزہ و اقرباء کے ہزار سمجھانے کے باوجود میں نے دوسرا نکاح نہ کروایا اور محض اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت بطریقِ احسن کرنے کی غرض سے اتنی عظیم قربانی دی۔ لیکن اب جب کہ وہ ماشاء اللہ جوان اور برسرِ روزگار ہے اور حکومتِ پاکستان میں ایک اونچے عہدے پر فائز ہے۔ میں نے ہزار چاؤ چوچلوں سے اس کی شادی کی، اب خدا نے اسے اولاد سے بھی نوازا ہے لیکن دونو میاں بیوی میری خدمت تو جیسے گناہ سمجھتے ہیں۔ میں پاس قرآن پڑھ رہی ہوتی ہوں اور قریب بیٹھے دونو حلوہ پوری کھاتے مجھ پہ باتیں بناتے ہیں اور انہیں کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ میں بھی انسان ہوں اور مجھے بھی اس بڑھاپے میں ناشتے کی ان سے کہیں زیادہ ضرورت ہے، اُلٹا میری نماز اور قرآن پہ پھبتیاں کستے رہتے ہیں۔ اور میں آپ کے پاس صرف یہ بات لے کے آئی ہوں کہ میرے مرحوم شوہر کا متروکہ جائداد میں ایک بہت بڑا عالی شان مکان ہے مگر اس ساری بلڈنگ کا کرایہ خود وصول کرتا اور گلچھرے اڑاتا ہے۔ میں صرف ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتی ہوں۔ لیکن اب اُن دونو میاں بیوی کا مجھ سے یہ مطالبہ ہے کہ اس کمرے کو خالی کرو۔ کہ ہم نے اسے بھی کرائے پر چڑھانا ہے۔" تو میں نے کہا۔ "قبر میں جانے سے پہلے میرا کون ہے؟ میں کہاں چلی جاؤں"؟ وہ کہتے ہیں۔ "جہاں سینگ سمائیں چلی جاؤ، تمہارا پچھلا رشتے دار کوئی نہیں رہا؟ سب مر گئے ہیں؟" یہ کہہ کر وہ بڑھیا زار و قطار رونے لگی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے سخت غصہ آیا اور میں نے اُسے کہا کہ "یہ تمہارے گناہوں کی مجسم تصویر ہے۔ تم نے بچپن میں، یہ دو قدم پر مسجد ہے، کبھی نماز پڑھنے کے لئے بیٹے کو بھیجا؟ کبھی اسے کسی سے ناظرے اور ترجمے سے قرآن پڑھوایا؟ کسی اللہ والے کی صحبت میں اُسے بٹھایا؟ تو وہ چپ بیٹھی رہی۔ میں نے پھر اُسے کہا کہ "یہ تمہاری غلط تربیت کا نتیجہ ہے تم نے بچپن میں جس طرح کی اسے تعلیم دی اب اس کا مزا چکھو۔ جب بچپن میں اصلاح و ہدایت کے قابل تھا تو تم نے اس طرف کبھی توجہ ہی نہ دی اور اب میرے پاس آکے روتی ہو؟ تمہیں اور تم جیسوں کو یہ سزا ملنا ہی چاہئے تھی ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کیا تم نے دیکھا ہے کہ کبھی کسی نے
ککیکر بو کے آم کھائے ہوں؟ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

افسوسناک

بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے ہزاروں مصیبتوں، تکلیفوں، اذیتوں کے بعد جو محض قانونِ قرآن کو نافذ کرنے کے لئے ٹکڑۂ زمین حاصل کیا، ذرا خیال فرمائیے۔ ہماری لاکھوں بہنیں،

رنگ بسطام کا ہر شہر میں بھرنا ہوگا

رہنما جذب کو اس دور میں کرنا ہوگا
رنگ بسطام[1] کا ہر شہر میں بھرنا ہوگا

روند کر نفس کے دریا کو گزرنا ہوگا
دل کو اس پار بہرحال اترنا ہوگا

روحِ غرقاب کو ماضی کا سہارا لے کر
حال کے ڈونگھے سمندر میں ابھرنا ہوگا

فقر ہے دام لگانے کو ہے بازی میں سجود
اب تو اس کھیل میں ابلیس کو ہرنا ہوگا

عشق جب سر پہ کفن باندھ کے آجائے گا
موت کو زندگی میں ڈوب کے مرنا ہوگا

حشر تک گردشِ دوراں کو بصد عجز و قرار
فاقہ مستوں کی ادب گہ میں ٹھہرنا ہوگا

(شیر افضل جعفری)

[1] حضرت بایزید بسطامیؒ کا وطن مالوف

مائیں، بیٹیاں، مشرقی پنجاب میں کفار و مشرکین کے قبضہ میں ہیں اور اسی طرح چھ سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی گردنوں پر محض پاکستان کی حمایت کے الزام میں ہر وقت تلوار لٹکتی رہتی ہے اور آئے دن ہندوستان کے ہر گوشے میں اسی سبب سے اُن کے خون سے بے دریغ ہولی کھیلی جاتی ہے۔ کیا وہ نہ کہیں گے کہ اتنی بڑی قربانی دینے کے باوجود ان کی خواہش کے مطابق صحیح معنوں میں مثالی اسلامی مملکت نہ بن سکی۔ اگر ان عظیم قربانیوں کے صدقے خلافتِ راشدہ کی طرز پر قانونِ قرآن اس مملکت میں کما حقہٗ رائج ہو جاتا تو یہ قربانی اُس کے مقابلے میں واقعی ہیچ تھی۔ لیکن اب جب کہ وہ خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا تو یہ بات کس درجہ ہمارے لئے اور ان کے لئے افسوسناک ہے۔ یقین جانئے اگر ہم نے اس میں اسی طرح تساہل اور غفلت کو جاری رکھا اور پاکستان بنانے کے اصل مقصد کو نظرانداز کیا تو ہماری آئندہ نسلیں بھی اسے معاف نہ کریں گی اور اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی اس کوتاہی کی ذمہ داری ہم پر ہی عائد ہو گی تو ذرا سوچئے ہم اس وقت کیا جواب دیں گے؟

دعوتِ عمل

خدارا یہ غفلت کے بیس سال جو بیت گئے "گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط" کے اصول پر اپنے فریضۂ اسلامی کو پہچانئے اور جلد از جلد اس سرزمین پر کتاب و سنت کی روشنی میں ایک عظیم اسلامی مملکت قائم کر کے آئندہ نسلوں کو اسلام کی حقانیت کی طرف رغبت دلانے کے لئے اور پہلے سے کہیں زیادہ انسانوں کی نجات جس دستور اور قانون پر موقوف ہے اُسے یہاں جاری و ساری کر کے مخلوق کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیجئے اور کل خالق کے ہاں سرخرو ہونے کا سامان بہم پہنچائیے۔

دعا

ہم پر بحیثیت ایک مسلمان کے فریضۂ تبلیغ اسلام کو بجا لانے کے لئے جو تاریخی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اللہ تعالےٰ ہمیں اس سے احسن طریق پر سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ: غنڈوں کی املاک

بھی چشم پوشی سے کام لے کر ان کی اعانت کرتے رہے ہیں اور ان پر بھی کڑی نگاہ ہونی چاہیئے۔ بہر حال ہماری رائے میں اگر پولیس نے عوام کی نشاندہی پر پورے خلوص اور تندہی کے ساتھ غنڈوں کی املاک اور ان کی جائیداد کے بارے میں تحقیقات کی اور کسی رُو رعایت سے کام نہ لیا تو لازماً بڑے اہم اور سنسنی خیز انکشافات ہوں گے اور بہت سے ایسے لوگوں کے کالے کرتوت اور کچھن بھی منظرِ عام پر آئیں گے جو اب تک غنڈہ گردی پر پردہ ڈالے ہوئے تھے۔ ہم حکومت کو اس سلسلے میں یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ غنڈوں کی املاک اور جائیداد کی رپورٹ مرتب کرنے میں اس بات کا بطور خاص تذکرہ ہونا چاہیئے کہ یہ غنڈے ابتداء میں کیا تھے؟ اب کیا ہیں؟ کن بڑے آدمیوں اور افسروں کی انہیں پشت پناہی حاصل تھی اور ان کی غنڈہ گردی کی پشت پر کون سے سیاسی یا غیر سیاسی اسباب کارفرما تھے۔ نیز اس سلسلے میں اعلیٰ حکام کی طرف سے پولیس کو سخت ہدایات ہونی چاہئیں کہ وہ عوام اور ان کے صحیح نمائندوں کو پوری اہمیت دیں تاکہ وہ بغیر کسی خوف و ہراس کے رپورٹ مرتب کرنے والے افسر کی پوری امداد کر سکیں۔

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

دعائے مغفرت

● انجمن فدایانِ اسلام گوجرانوالہ کے صدر حافظ خلیل الرحمٰن ضیاء (گوجرانوالہ) کی پھوپھی صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون — قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب فرمائیں۔ (محمد ادریس ملک)

● انجمن خدام الدین شاخ نوشہرہ صدر کے ناظم اعلیٰ حاجی احمد عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کے والد بزرگوار مورخہ ۱۰ جولائی صبح ۶ بجے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون — جنازہ کی نماز مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے پڑھائی اور الحاج عبدالحکیم مرحوم کے بارے میں فرمایا کہ ان کے چہرے کے انوار سے ظاہر ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ جنتی ہیں۔ مرحوم نے اپنے بڑے صاحبزادہ حاجی احمد عبدالرحمٰن صدیقی کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ نیز مولانا نے میجر جمروز کے حوالہ سے بتایا کہ مرحوم کی ایک کاروبار میں شرکت تھی جس میں منافع پر ہزاروں روپیہ کی زکوٰۃ نکلتی تھی مگر شرکاء کو اتنی بڑی رقم زکوٰۃ میں دینے پر کچھ تردد تھا تو مرحوم نے اپنا کاروبار الگ کر لیا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں (حاجی بشیر احمد)

جلسہ سیرت الصحابہ رضؓ

۲۲، ۲۳ جولائی کی درمیانی شب جامعہ مدنیہ کریم پارک میں جمعیۃ الطلباء جامعہ مدنیہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ الصحابہ منعقد ہو گا۔ جلسہ سے مولانا دوست محمد قریشی، مولانا عبدالرحمان نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، مولانا محمد اجمل مولانا سعید الرحمٰن ہزاروی، شاعر اسلام سید امین گیلانی کے علاوہ جامعہ مدنیہ کے مہتمم مولانا سید حامد میاں مدظلہٗ اور مدرسین و طلبہ خطاب فرمائیں گے۔ شرکت کی درخواست ہے (محمد سعید ہزاروی)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاضلانہ

مبین

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۵ر جون ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورۃ توبہ) (۴)

ارشاد فرمایا ۔ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ـــــ فَاِذَا ـــ پس جب ـــ اِنْسَلَخَ ـــ پورے گذر جائیں ـــ اَلْاَشْهُرُ الْحُرُمُ ـــ وہ عزت والے مہینے ـــ یعنی تم نے جن لوگوں کے ساتھ عہد و پیمان کیا اُس کو بھی تم پورا کرو ۔ جن کے ساتھ تم نے عہد و پیمان تو نہیں کیا تھا لیکن تم نے ان کو مہلت دی تھی کہ ہم چار مہینے تمہارا انتظار کرتے ہیں تم اس بات کو سوچ لو، سمجھ لو، تمہارے لئے اسلام مفید ہے یا غیر مفید ہے ۔ چار مہینے کی مدت بڑی کافی ہوتی ہے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں ۔ اگر یہ صحیح ہے تو اللہ تعالٰے قبول فرمائیں کہ چار مہینے کسی انسان کے سوچنے سمجھنے کے لئے بڑے کافی ہوتے ہیں ۔ شاید اس لئے قرآن مجید میں آتا ہے کہ جب کوئی خاوند مر جائے اس کی بیوہ کے لئے عدت کتنی ہے ؟ چار مہینے اور دس دن ۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج (البقرہ ۲۳۴) ۔ عدتِ وفات ہے چار ماہ دس دن ـــ بیوی سوگ کرے گی اپنے خاوند کے مر جانے پر چار ماہ دس دن ـــ چار ماہ دس دن کے اندر وہ اپنے مستقبل کو سوچ سکتی ہے ۔ اس کے بعد وہ جو قدم اٹھانا چاہے اس کو اختیار ہے ۔ تو چار مہینے کی مدت بڑی کافی معلوم ہوتی ہے ۔ اس لئے اس زمانے میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کافروں مشرکوں کو یہ مہلت دی تھی کہ تم بھی چار مہینے تک یہ سوچ لو ـــ اگر تم اسلام کو قبول کرنا چاہو تو فبہا ورنہ پھر جو دوسرا راستہ ہے وہ تمہارے لئے ہم نے کھول رکھا ہے ۔

تو فرمایا ۔ چونکہ تم نے عہد و پیمان کیا ہے ۔ اس لئے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ ـــ پس جب پورے گذر جائیں انسلاخ کا معنیٰ پورا گذرنا ۔ مضی کا معنیٰ گذرنا ۔ قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے، اللہ کا کلام ہے بھائی ! وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ط ـــ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط ـ اللہ تعالٰے نے جو کلمہ کسی جگہ ارشاد فرمایا وہ اپنے موضوع کے اعتبار سے اپنی فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے وہی جچتا ہے، دوسرے کسی کلمے کے لانے سے معنیٰ بگڑ جاتے گا ۔ اِنْسِلَاخ مشتق ہے سَلَخ سے ۔ سَلَخ کہتے ہیں ۔ میرے بھائیو اور میرے بزرگو ! بکری کو ذبح کر دینے کے بعد، دنبے کو ذبح کر دینے کے بعد، اُس کی کھال کا پوری طرح اتار لینا ۔ ایک تو ہم یہ کھال کاٹتے ہیں ۔ بعض لوگ اور بعض یہ کرتے ہیں کہ دنبے کو ذبح کیا اور پھر اس کو لٹکا دیتے ہیں اور پھر اس کی کھال کو پورا صحیح سالم اُس سے نکال لیتے ہیں ۔ اسے عربی زبان میں کہتے ہیں انسلاخ ۔ اور اسی سے مشتق ہے مُسْلِخ ـــ ہماری بولی میں کہتے ہیں مُصَلّٰی ـــ یہ مُصلّٰی لفظ کو کبھی ص کے ساتھ بنا دیتے ہیں ۔ یعنی نمازی، حالانکہ بیچارے میرا خیال ہے نمازیں کم پڑھتے ہیں ۔ اللہ تعالٰے اگر ان کو نمازی بنا دیں تو پھر دیکھیں کتنا مزا آئے ۔ ہمارے ذبیحہ کرنے والے مسلمان بھائی، یہ جو ذبح کرتے ہیں، قصاب، اگر میرے بزرگو ! یہ نمازی بن جائیں تو میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں ہمارا معاشرہ آدھا نمازی بن جائے ۔ وہ کیسے ؟ جب ایک قصاب ذبح کرتے وقت باوضو ہو، نماز پڑھ کر آیا ہو ۔ قرآن مجید کی تلاوت کی ہو اب یہ ہاتھ چھری پکڑے اور پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط پھر وہ باوضو اس کی کھال اتارے اور اس کے بعد پھر وہ باوضو ہو ـــ یا بے وضو ہی سہی ۔ لیکن پاکدامن ہو، نماز پڑھ کر آیا ہو ۔ قرآن کی تلاوت کی ہو، پھر وہ گوشت کو کاٹے اور بیچے اور پھر وہ گوشت جس گھر میں پہنچے ۔ آپ پھر دیکھیں کتنی لذت اور کتنا مزا آئے ۔ یہاں تو پتہ ہی نہیں ہوتا ہمارے ان بھائیوں کو نماز پڑھتے بھی ہیں یا نہیں پڑھتے اللہ ان کو بھی نمازی بنائے، اللہ ہمیں بھی نمازی بنائے ۔ اس لئے پہلے زمانے کے علماء نے اور صوفیائے کرام نے، آج بھی جو محتاط لوگ ہیں ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بے نماز کا ذبیحہ بہتر نہیں ۔ کسی نے تو زیادہ تشدد کیا ہے ۔ لیکن فتوے کے اعتبار سے بھی اور تقوے کے اعتبار سے بھی بے نماز کا ذبیحہ بہتر نہیں کیونکہ بے نماز کے ذبیحے میں وہ روحانیت باقی نہیں رہتی ۔ اگر وہ نمازی بن جائیں ۔ جیسے اپنے آپ کو وہ مُصَلّٰی کہتے ہیں (صحیح لفظ مُسْلِخ ہے) ہمارے بھائی ہیں، میں ایک بات عرض کر رہا ہوں اللہ ان کو صحیح مصلّٰی بنا دے (صاد کے ساتھ) تو پھر دیکھئے ہماری ہانڈیوں میں سے بھی ایمان کی خوشبو آنے لگے گی ۔ لیکن کچھ وہ خراب، کچھ ہم خراب، آگے سارا حساب ہی خراب ہوتا ہے ۔ تو پھر ہانڈی جو پکتی ہے اور پھر وہ جو اندر جاتی ہے تو وہ اندر جا کر وہی گُل کھلاتی ہے جو اسے کھلانا چاہئے ۔

تو فرمایا کہ جب گذر جائیں اَشْهُرُ الْحُرُمُ پوری طرح، پورے چار ماہ گذر گئے، تم عہد و پیمان میں بڑے محتاط رہو ۔ مومن کی نشانی ہے کہ مومن جب وعدہ کرے تو وعدے کی پابندی کرے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ہ (المومنون ۸) اور منافق کی نشانی بتائی اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ مومن اگر کسی نیکی کا وعدہ کرے، اس وعدے کی پابندی کرے خواہ کتنا بھی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے اور منافق کے متعلق فرمایا کہ منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے گا، مخالفت کرے گا تو اس لئے یہاں فرمایا کہ تم نے چونکہ پیکٹ (PACT) کیا ہے، عہد و پیمان کیا ہے ۔

کافروں کے ساتھ، مشرکوں کے ساتھ، چار ماہ کی ان کو مہلت دی ہے۔ اس لئے دیکھو چار ماہ سے ایک منٹ بھی کم نہ ہو۔ اِذَا انْسَلَخَ۔ جب پورے گذر جائیں۔ اَلْاَشْهُرُ الْحُرُمُ، وہ عزت والے مہینے جو باعزت بن گئے تھے تمہارے عہد و پیمان کی وجہ سے۔ اب اس کے بعد دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ ایمان لے آئیں تو بڑی بہتر بات، ورنہ ــــ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ، اب ایسا اہتمام کرو کہ جس کی وجہ سے وہ طوعاً تو ایمان نہیں لائے کرہاً ہی ایمان لے آئیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں پھر دیکھا جائے گا۔ یہ آیت کا مفہوم یہ ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: صد احادیث نبویؐ

نیک سیرت نوجوان کو ماں باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے اس کو اتنے بڑے انعام سے نوازا۔ اس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ رات کا تیسرا حصہ ذکر الٰہی اور نوافل کی ادائیگی میں گذارتا تھا، ایک تہائی اپنی کمزور اور بوڑھی ماں کے سرہانے بیٹھ کر اس کی خدمت میں گزارتا تھا اور نرمی اور محبت سے اپنی اماں جان کو کہتا رہتا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے آپ نفل نہیں پڑھ سکتیں۔ یہ وظیفہ یعنی سبحان اللہ والحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پڑھتی رہا کریں۔ باقی تیسرا حصہ رات کا سو کر گذارتا تھا یہ سعادت مند نوجوان دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتا تھا۔ آمدنی کا تیسرا حصہ اپنی ضرورت پر خرچ کرتا تھا اور تیسرا حصہ فی سبیل اللہ خرچ کرتا باقی تیسرا حصہ اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ اس کی والدہ کا یہ معمول تھا کہ نصف رقم خود خرچ کرتی اور باقی نصف فی سبیل اللہ خرچ کر دیتی تھی۔ ص ۷۶ تا ۷۹۔ حدیث ۲۴)

دار المبلغین ختم نبوت ملتان کا اجراء

حسب دستور دار المبلغین تحفظ ختم نبوت کا اجراء اس سال دفتر مرکزیہ تحفظ ختم نبوت تغلق روڈ ملتان شہر میں مورخہ یکم جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۶۰ء بروز بدھ سے ہونا قرار پایا ہے۔ حضرت فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب شرکاء کو تیاری کرائیں گے۔ تبلیغ دین و تردید باطل کا شوق رکھنے والے علماء و جدید تعلیمیافتہ حضرات داخل ہو سکتے ہیں ــ آنے والے حضرات کے قیام و طعام کا دفتر مرکزیہ ذمہ دار ہو گا۔ ملتان شہر و اطراف کے ائمہ مساجد و دیگر شائقین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ اس مبارک اجتماع سے فائدہ حاصل کریں۔ شائقین حضرات اپنی آمد سے ۲۵ ربیع الثانی تک مطلع فرمائیں۔ (ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان)

بچوں کا صفحہ

حضرت سعد بن خثیمہ رضؓ

باپ پر جنّت کو ترجیح

نام وغیرہ آپ کا نام گرامی سعد ہے کنیت ابوخثیمہ، لقب خیر۔ والد کا نام خثیمہ بن حارث ہے ان کے بزرگوار باپ خثیمہ صحابی تھے۔ اُحُد کے معرکے میں جام شہادت سے سرشار ہوئے۔

قبولِ اسلام عقبہ میں شریک تھے بنی عمر بن عوف کے نقیب بنائے گئے۔

غزوات اور دوسرے حالات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو پہلے پہل قبیلہ عمرو بن عوف میں قیام فرمایا اور حضرت کلثوم بدالہدم کے گھر کو مسکن مبارک قرار دیا۔ اس دوران میں ملاقات کے لئے حضرت سعدؓ کا مکان تجویز فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار سے انہی کے مکان میں ملتے تھے۔ اس بناء پر بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپؐ نے سعد بن خثیمہ کے ہاں قیام فرمایا تھا۔ حضرت سعد کا گھر منزل العزاب (العراب) کے نام سے مشہور تھا۔

عجیب واقعہ غزوۂ بدر میں شرکت کا قصد کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ باپ نے ان سے کہا:۔

"ہم دونوں میں سے ایک آدمی کو گھر پر رہنا چاہئے۔ اس بناء پر تم یہیں رہو۔ میں جہاد پر جاتا ہوں۔"

فرزند سعادت مند حضرت سعدؓ نے صہبائے یقین و ایمان سے سرشار ہو کر جواب دیا:۔

"اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا میں خود جاؤں گا اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے شہادت عطا فرمائیں گے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سینوں میں عشق جنت اور شوق شہادت کا یہی جذبہ موجزن تھا۔ جس کی بدولت اسلام کا علم بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا اور آفتاب رسالت کی شعاعیں چاردانگ عالم میں پھیل گئیں — دورِ حاضر کا مسلمان مجاہد اسی بے پناہ جذبے کا وارث ہو کر اپنے سے کئی گنا زیادہ قوت کے سامنے تن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اسلامی جرأت و مردانگی کے جوہر دکھاتا ہوا اپنے اسلاف کی تاریخ پر اپنے خون کی مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے۔ گزشتہ پاک بھارت جنگ میں چشم عالم نے اسلام کی اس صداقت کا مشاہدہ کر لیا۔

شہادت شفقت پدری نے مجبور کیا کہ فرزند پیچھے رہے اور باپ میدانِ جنگ میں جائے۔ لیکن حضرت خثیمہ اس پر رضامند نہ ہوئے۔ انہوں نے قرعہ ڈالا۔ جس سینے میں شوق شہادت کا تلاطم اٹھ رہا تھا۔ قرعہ فال اسی کے نام نکلا۔ باپ نے مجبور ہو کر اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر پہنچے اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے ایک مشرک طعیمہ بن عدی کے ہاتھوں اپنی مراد کو پہنچے۔ اور راہی جنت ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

اولاد ایک بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ بتایا جاتا ہے۔ جو نہایت کم سنی میں باپ کے ساتھ عقبہ اور بدر میں شریک تھے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت سعدؓ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی — واللہ اعلم بالصواب۔ (فیض الاسلام)

حضرت ابوبکرؓ کی کیفیت

عمر بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ علمائے سیر کا بیان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ (ضرورت مندوں کے لئے) دوہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی تو قبیلہ کی ایک عورت نے کہا:۔

"اب ہمیں دودھ دوہ کر کون دیا کرے گا؟"

حضرت ابوبکر نے جواب دیا:۔

"میں —! خلافت کا منصب میرے اعمال و کردار میں کوئی تغیر نہیں کر سکتا۔"

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا کہا پورا کیا اور قبیلہ کے ضرورت مندوں کو خلافت کے زمانہ میں بھی ان کی بکریوں کا دودھ دوہ کر دیتے رہے آپ کے اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ (محاسن الآثار)

عمرؓ سے زیادہ عالم

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیت الحرام کا طواف کر رہے تھے۔ اتنے میں انہوں نے سنا۔ ایک اعرابی اپنے رب کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے:۔

"یا اللہ! مجھے اپنے قلیل بندوں میں سے بنا دے!"

یہ سن کر حضرت متعجب ہوئے۔ فرمایا:۔

"اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔"

جب وہ سامنے آیا تو فرمایا" اے اعرابی! تیری ایسی نرالی دعا میں نے آج تک نہیں سنی آخر اس کا مطلب کیا ہے؟"

اعرابی نے جواب دیا" آپ کو معلوم ہے یا امیرالمومنین!"

اب تو آپ کا تعجب اور بڑھا آپ نے فرمایا" کس طرح معلوم ہے مجھے؟"

اعرابی نے کہا" کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے وقلیل من عبادی الشکور (اور میرے بندوں میں بہت کم شکر گزار بندے ہیں) لہٰذا میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے شکر گزار بندوں میں شامل کر دے اور چونکہ ایسے شکر گزار بندے کم ہیں لہٰذا ان ہی کم یعنی قلیل بندوں میں سے ایک فرد مجھے بھی بنا دے۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا" سچ کہا تو نے۔ اب تو جا سکتا ہے"

پھر آپ نے فرمایا" ہر شخص عمرؓ سے زیادہ عالم اور واقف ہے"

۱۹ر جولائی ۱۹۶۶ء
۲۰
ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل ۔ نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱/۲۳ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۹/۶۷۶-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۴۰/۳۱۰ ۱۵ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۰۰ — ۱۱
〃 〃 ششماہی	۰۰ — ۶
〃 〃 سہ ماہی 〃	۰۰ — ۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۰۰ — ۴۲
〃 〃 بحری ڈاک 〃 〃	۰۰ — ۱۱
〃 〃 ہوائی ڈاک ششماہی 〃	۰۰ — ۲۱
〃 〃 بحری 〃 〃 〃	۰۰ — ۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۴ — ۴۳
〃 〃 بحری 〃 〃	۸۰ — ۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ مینیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن مینیجر)